اردو منظوم طبی سرمایہ: ایک جائزہ

An Overview of Medical Poetic Asset in Urdu

i ڈاکٹر رابعہ بی بی ii ڈاکٹر محمد الطاف iii ڈاکٹر باد شاہِ مُلک

Abstract:

Poetry has been a way of expression since ancient time. Our poets have made the Contemporary trends of their era and the problems of their time the subject of their Poetry. There were some poets who made purely medical subject the subject of their Poetry. These books are related to the knowledge of art and medicine ,diagnosis of Various diseases ,treatment with various herbs ,use of medicine and preparation of Medicine .In these books ,the details related to treatment and medicine are written in an organized form. It is a very difficult task to describe a purely artistic subject in a Poem ,but the poets wrote these books by using their poetic skills .This poem is a Great achievement of these poets .It cannot be forgotten.

Keywords: *Urdu Poetry, Literary Trends, Medical Treatment, Diagonization.*

شاعری قدیم زمانے سے اظہار کا ایک ذریعہ رہی ہے۔ ہمارے شاعروں نے اپنے عہد کے عصری رجحانات اور اپنے دور کے مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ کچھ شاعر ایسے بھی تھے جنہوں نے خالصتاً طب کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ یہ کتابیں فن اور طب کے علم، مختلف بیماریوں کی تشخیص، مختلف جڑی بوٹیوں سے علاج، دوا کا استعمال اور دوائیوں کی تیاری سے متعلق ہیں۔ ان کتابوں میں علاج اور ادویات سے متعلق تفصیلات منظم شکل میں لکھی گئی ہیں۔ کسی نظم میں خالص فنی موضوع کو بیان کرنا بہت مشکل کام ہے لیکن شاعروں نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ کتابیں لکھیں۔.یہ منظوم طبی سرمایہ ان شاعروں کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اسی لیے اس تحقیق میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو شاعری ، ادبی رجحانات ، طبی علاج ، تشخیص ۔

زمانہ قدیم سے نظم اظہار خیال کا ذریعہ بنتی رہی ہے۔ ہمارے شعراء نے شاعری کو صرف گل و بلبل، عارض و زلف کے بیان تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ نے اپنے عہد کے عصری رجحانات اور مسائل کو شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ اس لیے ہر دور کا لکھا گیا ادب اپنے عہد کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالات کا پتہ دیتا ہے۔ ہر دور کے ادب سے اس دور کی تہذیب و ثقافت کا رنگ جھلکتا ہے۔ ہمارے شعراء نے جہاں رزمیہ، اصلاحی، اخلاقی، معاشی و معاشرتی، سیاسی، تہذیبی، ثقافتی اور عشقیہ موضوعات کو اپنی شاعری میں بیان کیا وہیں کچھ شاعر ایسے بھی تھے جنھوں نے خالص طبّی موضوعات کو اپنی نظموں میں بیان کیا۔ خالص

i ایبٹ آباد (Corresponding Author)

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونی ورسٹی۔

iii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونی ورسٹی آف مالاکنڈ۔

طبّی موضوعات کو منظوم صورت میں بیان کرنے کی روایت کافی قدیم ہے۔ ہومر کی نظمیں یونانی تاریخ کے ابتدائی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان نظموں سے یونانی طبیبوں کی طب اور سرجری میں پریکٹس کے متعلق شواہد ملتے ہیں۔ ہومر کے علاوہ باقی یونانی شعرا کے ہاں میں بھی یہ موضوع ملتا ہے یونانی زبان کے علاوہ مسلمان شعراء نے بھی عربی زبان میں بھی طبّی موضوعات کو نظم کی صورت میں بیان کیا ہے۔ عربی شعراء کے علاوہ فارسی شعراء نے بھی اس سلسلے کو قائم رکھا اور فارسی زبان میں بھی بہت سی منظوم طبّی کتابیں تصنیف کیں۔ مغلیہ عہد میں بہت سی منظوم طبّی کتب تصنیف کی گئی۔ اس دور کی بہت سی کتب فارسی زبان میں ہیں۔ ترکی میں بھی اس ذوق کو ترقی ملی۔ فارسی شعراء کی طرح اردو شعراء نے اس روایت کو قائم رکھتے ہوئے خالص طبّی موضوعات کو شاعری میں پیش کیا ہے۔ اس کے بارے میں آئینہ تاریخ طب میں مصنف لکھتا ہے:

> ''اس قدیم روایت کو اردو میں بھی بڑی خوبصورتی سے برتا گیا۔ اطبائے ہند نے فارسی کی طرح خالص طبّی مضامین کو نہ صرف اردو اشعار میں ڈھالا ہے بل کہ اس میں خوب خوب جدتیں اور نزاکتیں پیدا کی ہیں۔'' (۱)

ہمارے بہت سے اطباء اور حکیم ایسے تھے جو شاعرانہ ذوق رکھنے کے ساتھ ساتھ خود اچھے شاعر بھی تھے۔ انھوں نے نظم کے ذریعے طبّی معلومات پیش کیں۔ خالص طبّی موضوعات کو نظم کرنا اگرچہ دشوار کام تھا لیکن ہمارے شعراء نے مسائلِ طبیہ کو نظم کی صورت میں بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ یہ کتابیں فنِ طب کے علم، مختلف بیماریوں کی تشخیص ان بیماریوں کے علاج، مختلف جڑی بوٹیوں سے علاج، ادویہ کے استعمال اور ادویات کے بنانے کے طریقے سے متعلق ہیں۔ ان کتب میں علاج و ادویہ سے وابستہ تفصیلات شاعری کی صورت میں بیان کی گئی ہیں۔ زبان و بیان کے لحاظ سے یہ منظوم سرمایہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان تصانیف کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ان سے ہمیں ہندوستان کی طبّی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ ہمارے شعرا نے خالص طبّی موضوع کو کمال مہارت سے اشعار کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ اردو کی منظوم طبّی کتابوں میں ایک کتاب فرس نامہ رنگین ہے۔ آئینہ تاریخ طب میں مصنف نے فرس نامہ رنگین تالیف ۱۲۱۰ھ کو اردو کی طب کے موضوع پر لکھی گئی پہلی منظوم کتاب کا درجہ دیا ہے۔ یہ سعادت یار خاں رنگینؔ کی

تصنیف کردہ مثنوی ہے۔ سعادت یار خاں ان کا اصل نام اور رنگین تخلص تھا۔ سرہند میں پیدا ہوئے دلی میں پلے بڑھے اور زندگی کا زیادہ حصہ دلی میں گزارا۔ ایک اچھے شاعر تھے۔ ویسے تو ان کی تصانیف میں چار دیوان اور کئی مثنویاں موجود ہیں۔ انھوں نے فوق الفطرت داستانوی مثنویاں بھی مرتب کیں۔ کچھ مثنویوں میں ان کے معاشقوں کی داستان اور کچھ میں عورتوں کے زیورات و لباس کا بیان ملتا ہے، لیکن ان کی مثنوی فرس نامہ رنگین طب کے ایک مخصوص شعبہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مثنوی فرس نامہ گھوڑوں کی شناخت، ان کی بیماریوں اور ان کے علاج کے متعلق نسخہ جات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ لیفٹیننٹ کرنل ڈی سی فلٹ نے کیا تھا جو لندن میں طبع ہوا۔ یہ مثنوی فارسی مثنویوں کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ مثنوی کا آغاز حمد، نعت اور منقبت سے ہوا ہے۔

سبب تالیف بیان کرنے کے بعد شاعر اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہے۔ اس مثنوی کے اختتام پذیر ہونے کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے:

اگر پوچھے کوئی ہجری تھی کہ برس
تو کہہ تھے اک ہزار و دو سو اور دس
فرس نامہ یہ پہونچا جب باتمام
فراست نامۂ رنگیں رکھا نام
ہزار اس کے ہیں شعر بھائی
تجھے گنتی بھی میں نے کہہ سنائی (۲)

یہ مثنوی گھوڑوں کی بیماریوں اور علاج کے متعلق ہے اس میں شاعر نے گھوڑوں کی مختلف بیماریوں کی تشخیص ان بیماریوں کے علاج کے لیے مختلف دوائیوں کے بنانے کا طریقہ اور اس کے استعمال کا طریقہ بھی بیان کیا ہے مثلاً:

فرافر پیٹ میں گھوڑے کے گر ہے
تو پھر بس آنو کا البتہ ڈر ہے
غرض رائی بھی ہو کچری ذرا ہو
پر اجوائن بھی ہو اور سونٹھ بھی ہو
روایت اس کی یوں کرتا ہے راوی

کہ سب چیزوں کو لینا تو مساوی
اوسے پھر اک بڑی مٹکی میں تو بھر
روا میں ڈال دہ اس میں ملا کر
جب اس پر گزیں دن پانچ یا سات
نت اوس کو بون کھلاوے سن میری بات (۳)

اردو میں منظوم طبّی کتابوں میں ایک قابلِ قدر کتاب طبّی خالق باری ہے۔ یہ کتاب حکیم سید کرم حسین ناطق تاجوری اور ان کے استاد حکیم محمد حسن حاذق میرٹھی کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ حکیم سید کرم حسین ناطق شعر و ادب کا ذوق رکھتے تھے۔ ناطق ان کا تخلص تھا۔ میرٹھ جو ایک زمانے میں شعر و ادب کا مرکز بنا ہوا تھا، سید کرم حسین جب میرٹھ میں قیام پذیر تھے تو یہاں کے ادبی ماحول کا اثر انھوں نے بھی قبول کیا۔ اس قیام کے دوران ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کو مزید نکھرنے کا موقع ملا۔ انھوں نے میرٹھ میں رہتے ہوئے بہت سی نظمیں اور غزلیں تصنیف کیں۔ وہ ایک اچھے شاعر تھے اور شعر کہنے کا سلیقہ انھیں خوب آتا تھا۔ ان کی کتاب طبّی خالق باری جس کو کتابوں میں طب کا منظوم رسالہ کہا گیا ہے ان کی بہترین شاعرانہ خصوصیات کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ طبّی خالق باری ویسے تو طب کے مبتدیوں کے لیے مرتب کی گئی تھی۔ اس میں ہندی، فارسی اور عربی میں ادویہ کے مترادف نام، امراض اور طبّی اصطلاحات کو پیش کیا گیا ہے، لیکن ہندی عربی اور فارسی زبان کے الفاظ کے مترادف ڈھونڈنا اور اصطلاحات کا اردو ترجمہ اردو زبان کے فروغ کے لیے بھی ایک احسن اقدام تھا۔ حکیم سید کرم حسین ناطق نے اس کو مارچ ۱۹۲۳ء میں دوسری بار شائع کروایا۔ اس سے پہلے بھی اس رسالے کی ایک اشاعت سامنے آچکی تھی۔ اس رسالے میں ادویہ مفردہ کے مترادف نام اشعار میں کچھ اس طرح پیش کیے گئے ہیں:

گو کھرو ہندی ہے تازی ہے حَسَک
فارسی خارِ خسک بے شبہ و شک
کہتے ہیں آلو بخارا جس کو سب
بولتے اِجاص ہیں اس کو عرب
آڑو ہندی فارسی شفتالو ہے
خوخ تازی جان لے اے نیک پے

ہندی میں ہوبیر ہے ابہل کا نام
فارسی تخم وہل ہے لاکلام
آلو بالو کہتے ہیں جس کو تمام
ہے قراصیا عرب میں اس کا نام
عشر تازی ہندی ہے آکھ اور مدار
فارسی میں جاں خرک اے ہوشیار
آنبہ ہلدی ہندی تازی دار ہلد
دار چوبہ فارسی ہے جان جلد(۴)

اس رسالے میں امراض کے ناموں کی توضیح اور اصطلاحات ادویہ کی تشریح بھی کی گئ ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ کریں:

دمہ ضیق النفس ربو اے نیک فال
کہتے ہیں کھانسی کو سرفہ اور سعال
کھانے کی خواہش ہو جب حد سے سوا
اس کو جوع القلب کہہ اے باحیا
درد ہو پسلی میں جب اے نیک نام
اس کو ذات الجنب کہتے ہیں تمام(۵)

یہ رسالہ بھی مثنوی کے قافیہ کی ترتیب میں لکھا گیا ہے۔ درج بالا مثالوں میں اس کے قوافیہ کی ترتیب دیکھی جا سکتی ہے۔ شاعر نے قوافی کو اشعار میں اس مہارت سے برتا ہے کہ اشعار میں نغمگی اور ترنم پیدا ہو گیا ہے۔ اس رسالے کی جو جلد میرے پاس موجود ہے۔ اس کا آغاز بیان ادویہ سے ہوا ہے لیکن اس کا جو پہلا شعر ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ بھی فارسی مثنویوں کی طرز پر لکھا گیا تھا جس کا آغاز حمد اور نعت سے ہوا تھا۔ اس کے پہلے شعر سے ہی اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ مثلاً

بعد حمد و نعت کے اے نکتہ دان
مفردات طب ہیں اردو میں بیان

حکیم سید ظل الرحمٰن جنھوں نے اس کتاب کو مرتب کیا اس کے تقدمہ میں لکھتے ہیں کہ طبّی خالق باری اور اصول صحت دونوں ایک عرصہ سے نایاب تھیں۔ ابن سینا اکادمی، علی گڑھ کے زیر اہتمام ان کو

دوبارہ ۲۰۱۳ء میں شائع کروایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس رسالے کے کچھ شروع کے صفحات تلف ہو چکے ہوں جو شائع کرواتے وقت دستیاب نہ ہوئے ہوں لیکن اس کے پہلے شعر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کو بھی مثنوی کی طرز پر لکھا گیا تھا۔ یہ بھی ایک طبّی مثنوی ہے جو طب کے ایک خاص موضوع پر مرتب کی گئی ہے۔ طب کے موضوع پر ایک اور منظوم طبّی رسالہ اصول صحت ہے یہ حکیم سید عتیق القادر اور حکیم سید فضل الرحمٰن کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے اپنے والد حکیم سید محمد کرم حسین ناطق کی ہدایت اور رہنمائی میں ۱۹۳۳ء میں مکمل کیا اور ۱۹۳۴ء میں ہی اس کو شائع کروایا۔ یہ رسالہ بھی مثنوی کے قافیہ میں لکھا گیا ہے۔ آغاز میں تیرہ اشعار پر مشتمل حمد ہے۔ اس کے بعد بیس اشعار پر مشتمل نعت ہے حمد اور نعت کے بعد شاعر نے کچھ اس انداز سے اس کتاب کا سبب تالیف بیان کیا ہے:

تھے کہاں کس جائے پہنچایا ہمیں
ایک دن ایسا خیال آیا ہمیں
نثر میں علم طب کی ہر کتاب
اپنی اپنی وضع پر بس لاجواب
آج تک طب شہابی کے سوا
رخ نے سوئے نظم اطباء نے کیا
فکر کو اس فن میں کیوں رکھتے ہو ست
نظم کچھ کر لو کمر کو باندھ چست
نظم کر اس علم کو ہمت نہ ہار
تا زمانے میں رہے کچھ یادگار(۲)

اس رسالے کے دو حصے ہیں۔ شاعر نے اس کتاب کا موضوع آغاز میں سبب تالیف کے بعد بیان کر دیا ہے۔ اس رسالے کے حصہ اول کے موضوعات کے بارے میں لکھتے ہیں:

تندرستی کے لکھے اسباب کچھ
مانع صحت کے بھی ابواب کچھ
پھر علامات حدوث ہر مرض
اور پہچانت بھی ان کی الغرض

منتقل امراض کے لکھے ہیں نام
اور موروثی بھی بیماری تمام
اور نشانِ خاص محمود و ردی
لکھ دیے ہیں اس رسالہ میں سبھی
نبض کی بھی کیفیت ہے برملا
حال قارورے کا بعد اس کے لکھا
ہر مرض کی صاف لکھ دی ہے دوا
آزمایا جس کو ہم نے بارہا
رات دن پڑتا ہے جن اشیاء سے کام
خاصیت ہم نے لکھی ان کی تمام(۷)

حصہ دوم کے موضوعات کے بارے میں چند اشعار ملاحظہ کریں:

لکھ دیے ہیں نام ادویات کے
کل مضرات و مقویات کے
اور بھی لکھی ہیں کچھ اس کے سوا
کام کی باتیں تمام ایک جا
تھی اگرچہ یہ بڑی مشکل کی بات
مختلف بحروں میں لکھی مفردات
کہہ دیا ہے نظم میں ہم نے تمام
ہر زباں میں دوا کا یہ ہے نام
کر دیا مشکل کو کیا کیا سہل تر
تا رہے ازبر زبانِ خلق پر(۸)

فنی لحاظ سے یہ مثنوی کی طرز پر لکھا گیا رسالہ ہے۔اس کے اشعار بھی مثنوی کے قافیہ کی ترتیب رکھتے ہیں۔آپ مثال کے لیے دیے گئے اشعار سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔اس رسالے میں مثنویوں کی طرح موضوع کا عنوان دے کو نظمیں مرتب کی گئی ہیں۔یہ رسالہ بھی مثنوی کی فنی خصوصیات پر پورا اترتا ہے۔اس کو ہم طبّی مثنوی کہہ سکتے ہیں۔اس مثنوی میں الفاظ کا استعمال غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔اس

کے اشعار میں روانی اور برجستگی کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔شاعر نے قوافی کے استعمال میں بھی کمال ہنرمندی دکھائی ہے۔اسی سلسلہ زریں کی ایک انمول کڑی قرابا دین احمدیہ ہے۔یہ ڈاکٹر حکیم احمد علی خان کی تصنیف ہے۔اس کتاب کا پہلا حصہ ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء میں مکمل ہوا۔اس کتاب کے مکمل ہونے کی تاریخ کا ذکر شاعر نے اس انداز سے کیا ہے:

قرابا دین کا حصہ اولین
جو ہے معدنیات کا اک نگین
تھا جب تیرہ سو چودہ ہجرت کا سن
صفر کا مہینہ دو شنبہ کا دن
ہوا لطف سے تیرے ختم اے خدا
قبولی کا کراس کو خلعت عطا(۹)

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد حکیم احمد علی خان نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ طب کے موضوع پر جو کتابیں اس دور میں مروج تھیں، ان میں انگریزی الفاظ کا استعمال زیادہ کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے دیسی حکیم ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔حکیم احمد علی خان نے اس کتاب کی تمہید میں لکھا ہے کہ میں نے کوشش کی ہے کہ ان الفاظ کا مطلب اپنی زبان اور سہل الفاظ میں بیان کروں، سب مصطلحات کا اردو زبان میں ترجمہ کروں تاکہ غیر الفاظ ہونے کی وجہ سے کوئی شخص اس کے فائدہ سے محروم نہ رہے۔اس کتاب میں ہر ایک دوا کو بالترتیب حروفِ تہجی بیان کیا ہے پہلے ہندی پھر عربی، فارسی، انگریزی اور لاطینی نام دیے ہیں۔ابتدا میں ہر ایک دوا کے فوائد، استعمال خوراک، ادویات تیار کرنے کا طریقہ، ان کے استعمال کرنے کا طریقہ وغیرہ مختصر نظم میں بیان کیا ہے، بعد میں بطور شرح نثر میں دوا مذکورہ کے مرکبات کا ذکر خاصیت ماہیت فوائد استعمال خوراک علاج زہر و شناخت دوا بتائی ہے۔یہ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔اس کا پہلا حصہ معدنیات پر ہے۔اس کتاب کے دوسرے حصہ میں صرف نباتات کا ذکر ہے اور حسب موقع بعض نباتات پھول پھل اور پودوں کی تصویریں بھی دی گئی ہیں تاکہ ان کی شناخت میں کسی قسم کا مسئلہ نہ ہو۔تیسرے حصہ میں کل نباتی ادویات کی اصل ماہیت فوائد اور استعمال کا بیان ہے۔اس کتاب کا باب اول دواسازی (فارمیسی) کے بیان میں ہے اس سے ایک نظم ملاحظہ کریں:

لکھوں حال وزنوں کا تفصیل وار
جو دیسی حکیموں پہ ہو آشکار
ہے وزن گرین نیم سرخ اے عزیز
ڈرام ایک درہم ہے اے باتمیز
ہوا اونس دو نیم تولہ مقر
چہل تولہ ہے پونڈ اے ذی ہنر
لکھا اسکرویل ہے دس سرخ کا
منم ایک قطرہ ہے اے مہ لقا
ہیں پائینٹ میں تولے پورے پچاس
اسے یاد رکھنا ہے اے ذکی الحواس
ہے گیلن کا انداز ہ کل پانچ سیر
اسے یاد رکھ کر نہ کچھ ہیر پھیر

اس سے ایک اور مثال یہ ہے:

لکھوں نسخہ میں مرکری چاک کا
مرکب ہے جس طرح دوں بتا
صفا کھڑیا مٹی کو دو اونس لو
اور آدھا اوس سے سیماب شامل کرو
کرو کھرل تم دونوں کو یہاں تلک
کہ دوران سے ہو جائے بالکل چمک
اثر کھڑیا کا یوں کیا ہے بیان
کرے ترشی کو معدہ سے دور جان(۱۰)

یہ کتاب بھی تین حصے پر مشتمل ہے۔ ہر حصہ کا آغاز مثنوی کی طرز پر حمد نعت منقبت سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں مثنویوں کی طرح اس کے مکمل ہونے کی تاریخ بھی لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں بہت سی چھوٹی بڑی نظمیں ہیں جو مثنوی کے قافیہ کی ترتیب رکھتی ہیں مثلاً مندرجہ ذیل اشعار سے مثال ملاحظہ کریں کا، بتا، تلک، چمک، بیان، جان، اس کتاب میں ہر نظم کے بعد نثر میں اس کی تشریح بھی کی گئی ہے لیکن

اس میں طبّی نظموں کی تعداد بھی خاصی ہے۔

آئینہ تاریخ طب میں مصنف نے ایک اور منظوم کتاب مقصود الادویہ کا ذکر کیا ہے یہ کتاب حکیم فقیر احمد فقیر حیدر آبادی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ادویہ کے مزاج اور خواص کو سلیقہ کے ساتھ نظم کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن لکھتے ہیں کہ سات ابواب پر منقسم یہ کتاب زبان و بیان پر شاعری کی ماہرانہ دسترس ظاہر کرتی ہے مثنوی کی صورت میں طبّی موضوعات کو بیان کرنے کے علاوہ قطعات میں بھی ان موضوعات کو بیان کیا گیا ہے۔ حکیم مومن خان مومن جن کا شمار اردو کے باکمال غزل گو شاعروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اردو شاعری کی دوسری اصناف قصیدے اور مثنوی میں بھی طبع آزمائی کی۔ اردو کے صاحب دیوان شعراء میں صرف حکیم مومن خان مومن ایسے شاعر ہیں جن کے دیوان میں بعض ایسے قطعات شامل ہیں جن میں انھوں نے طب کی تمام اصطلاحوں اور تشبیہات کو واضح کیا ہے۔ ان کے ان قطعات کو پڑھ کے ایسا لگتا ہے کہ حکیم مومن نے طب کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا تھا۔ یوں ان کی زندگی کا ایک اور پہلو بھی ہمارے سامنے آتا ہے کہ وہ ایک کامل طبیب بھی تھے۔ انھوں نے اپنے بہت سے قطعات میں طب کی اصطلاحوں اور بہت سے امراض کا بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر ان کے قطعات سے کچھ مثالیں یہ ہیں:

ہوا جاتا ہوں، اب جی میں ہے اس بے درد کو لکھوں
کہ مجھ کو تختۂ مشق اطبا کیوں بنایا ہے
نہ یہ سمجھیں سبب نے کچھ علامت سے مرض پاویں
پڑے ہیں آپ مالیخولیا مجھ کو بتایا ہے
کوئی کہتا ہے ترکیب اور غالب خلط بلغم ہے
رطوبت گر نہیں تو کیوں پسینے میں نہایا ہے
کوئی کہتا ہے یہ سکتہ ہے نظروں میں ہماری تو
کئی بار احمقوں نے لا کے آئینہ دکھایا ہے
کوئی کہتا ہے اب تو ہو گیا کیلوس بھی ناقص
کہ سالم ویسے ہی ہیں گرچہ ہونٹوں کو چبایا ہے
کوئی کہتا ہے پاؤں جو تشنج سے سکڑتے ہیں

که فطرت ہے یہی قانون میں میں نے پڑھایا ہے
کوئی کہتا ہے یہ سوزش عزیری ہے کہ نسخے میں
سبھی اجزا ہیں بارد بندہ تحفہ ساتھ لایا ہے
کوئی کہتا ہے روغن دیجئے بادام مقشر کا
یہ نکتہ مرتے دم استاد نے مجھ کو سکھایا ہے (")

اگر مجموعی طور پر ان کتابوں پر بات کی جائے تو طب کے موضوع پر لکھی گئی کتاب فرسنامہ رنگین کو کتابوں میں طبّی مثنوی کا درجہ دیا گیا ہے طبّی خالق باری، اصول صحت اور قرابا دین احمد یہ وہ منظوم کتب ہیں جو فارسی مثنویوں کی طرز پر لکھی گئی ہیں ان کا آغاز حمد و نعت اور منقبت سے ہوا ہے۔اس کے بعد سبب تالیف موضوع کا عنوان دے کر مثنوی کے قافیہ کی ترتیب میں نظمیں لکھی گئی ہیں خالص فنی موضوع کو شاعری کی صورت میں بیان کرنا ایک دشوار کام ہے لیکن ان کتابوں کے مصنفین نے کمال شاعرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر یہ منظوم کتابیں مرتب کر کے اردو مثنوی کے ذخیرہ میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔نثری طبّی کتابوں کے مقابلے میں منظوم طبّی کتابوں کی تعداد کم ہے لیکن اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے یہ بے مثال ہیں۔یہ کتابیں طب کے مبتدیوں کے لیے ہی لکھی گئی تھیں۔انھوں نے طب کے حوالے سے ان سے فائدہ بھی اٹھایا ہوگا، لیکن طب کے موضوع کو یوں منظوم صورت میں بیان کرنا ان اطباء کے اچھے شاعر ہونے کا منھ بولتا ثبوت ہے۔خالص فنی موضوع کو شاعری میں بیان کرنا ایک دشوار کام ہے۔اردو کا یہ منظوم طبّی سرمایہ ان شعراء کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ان رسالوں اور کتابوں کو پڑھنے کے بعد ایک اور بات آشکار ہوتی ہے کہ اردو نظم میں مثنوی ایک ایسی صنف ہے جس کے موضوعات متنوّع ہیں۔مثنوی کی ہئیت ایسی ہے جس میں ہر شعر کے بعد قافیہ بدل جاتا ہے۔مثنوی میں قافیہ کی اسی ترتیب کی وجہ سے طب جیسے خالص فنی موضوع کو نظم کی صورت میں بیان کیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن، آئینہ تاریخ طب (علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۸۴۔

۲۔ سعادت یار خان رنگین، فرسنامہ رنگین (کان پور: مطبع منشی نول کشور صاحب، ۱۸۷۴ء)، ص ۲۴۔

۳۔ ایضاً، ص ۲۰۔

۴۔ حکیم محمد حسن حاذق، حکیم سید کرم حسین ناطق، طبی خالق باری، مرتبہ: حکیم سید ظل الرحمٰن (علی گڑھ: مسلم ایجوکیشنل پریس، ۲۰۱۳ء)، ص ۲۹۔

۵۔ ایضاً، ص ۴۰۔

۶۔ حکیم سید عتیق القادر، حکیم سید فضل الرحمٰن، اصول صحت، مرتبہ: حکیم سید ظل الرحمٰن، (علی گڑھ: مسلم ایجوکیشنل پریس، ۲۰۱۳ء)، ص ۴۹۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ ایضاً، ص ۵۰۔

۹۔ حکیم ڈاکٹر احمد علی خان، قرابا دین احمدیہ (لاہور: مطبع منشی فخر الدین، ۱۸۹۶ء)، ص ا۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۶۵۔

۱۱۔ حکیم مومن خان مومن، کلیات مومن، جلد۲ (دہلی: جامعہ ہمدرد، ۱۹۶۴ء)، ص ۱۰۴: ۱۰۳۔